22881-اپنی ساری ملکیت کا صدقہ کرنے کا حکم

سوال

آدمی کی ملکیت میں جو کچھ ہے اسے صدقہ کرنے کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

اصحاب مذاہب اربعہ اس پر متفق ہیں
کہ : اپنی اور اپنے اہل و عیال کی کفایت سے زیادہ صدقہ کرنا مستحب ہے ، اور اگر صدقہ کرنے سے اس کی عیالداری میں افراد کے خرچہ میں کمی پیدا ہو جائے تو وہ گنہگار ہو گا کیونکہ اس پر ان کا خرچہ کرنا واجب ہے ، اور نفل کو فرض پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے .

اور اس کی عیالداری میں افراد پر خرچ
کرنے سے جو زیادہ ہو تو جمہور علماء کرام کے ہاں اسے ضرورت کا مال رکھنا سارا مال صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر اور اولی ہے ، لیکن اگر زیادہ آمدنی والا ہو ، یا پھر اسے اپنے آپ بھروسہ ہو کہ وہ فقر اور سوال سے بچنے پر صبر اور توکل سے کام لے سکتا ہے ، تو علماء کرام نے اس حالت میں سارا مال خرچ کرنے کو مستحب کہا ہے ، شافعیہ کے ہاں یہی صحیح ہے اور مغنی میں موفق رحمہ اللہ کی کلام کا ظاہر بھی یہی ہے ، اور مالکیہ اور احناف کی کلام سے یہ سمجھ آتی ہے کہ وہ اسے مستحب قرار نہیں دیتے ، کیونکہ وہ سارا مکمل صدقہ کرنے کے جواز میں سابقہ شروط ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ : "کوئی حرج نہیں " اور ان کے ہاں معاملہ جواز پر ہے ، اگرچہ بعض مالکیہ نے ان کے قول پر تعلیق چڑھاتے ہوئے کہا ہے کہ : اس میں کوئی حرج نہیں جو استحباب کا فائدہ دے جب وہ یہ کہے کہ : سارے مال کو صدقہ کرنا اس وقت مندوب ہے جب صدقہ کرنے والا سارے مال کا صدقہ کرنے کے بعد اچھے نفس کا مالک ہو ، اور بغیر مال کے رہنے پر نادم نہ ہو ، اور حال میں جو اس نے صدقہ کیا ہے اس کے بدلے اسے مستقبل میں اسی طرح کی امید ہو ، اور مستقبل میں وہ اس کا محتاج نہ ہو ، اور نہ ہی اس کے لیے محتاج ہو جس کا اس کے ذمہ نفقہ لازم ہے ، یا اس پر خرچ کرنا مندوب ہے ، وگرنہ اس کے لیے ایسا کرنا مندوب نہ ہو گا ، بلکہ اگر جن کا خرچہ اس کے ذمہ ہے ان کی ضرورت ثابت ہو گئی تو پھر اس پر ایسا کرنا حرام ہے ، یا جن کا خرچہ اس پر مندوب ہے ان کی ضرورت ثابت ہو گئی تو اس کے ایسا

کرنا مکروہ ہے؛ کیونکہ افضل اور بہتر تو یہ ہے کہ وہ اپنی اور اپنے ذمہ خرچ والے افراد کی ضروریات سے زیادہ مال صدقہ کرے.

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ(339/26).

ان اقوال کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ علماء کرام ایک تہائی کی تحدید نہیں کرتے، اوران علماء کے مسلک کے دلائل قرآن وسنت میں موجود ہیں جن میں سے چند ایک ذیل میں درج کیے جاتے ہیں :

1–اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اور تو اپنا ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ کر نہ رکھ اور نہ ہی اسے پورا کھول کہ پھر ملامت کیا ہوا درماندہ بیٹھ جائے} الاسراء (29).

مفسرین اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں :

اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضروریات کے ہوتے ہوئے سارا مال نہ خرچ کرو، کہ تم خرچہ کرنے اور ضروریات پوری کرنے سے بیٹھے رہو، جیسا کہ درماندہ اونٹ ہوتا ہے جس کی ساری غذا جاتی رہے اور اسے کا کوئی خیال نہ کرے.

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ : تاکہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں تھا اس پر تم ملامت اور حسرت والے نہ بن کر رہ جاؤ.

لیکن یہاں خطاب نبی علیہ وسلم کے علاوہ دوسروں کو ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں جو کچھ ہے وہ اللہ کے راستے میں خرچ کر کے اس پر حسرت نہیں کرتے، بلکہ اللہ تعالی نے تو خرچ کرنے اور مال دینے میں زیادتی کرنے منع کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس کے بارہ میں یہ خدشہ ہو کہ وہ سارا مال خرچ کر کے حسرت کرتا پھر گا وہ سارا مال خرچ نہ کرے.

دیکھیں : الموسوعۃ(184/4).

2-کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ
بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میری توبہ میں
ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں صدقہ
کرتا ہو، تورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اپنا کچھ مال رکھ لو یہ تمہارے لیے
بہتر اوراچھا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (2552) صحیح
مسلم حدیث نمبر (4973)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
کے لیے ایک تہائی مال صدقہ کرنے کی تحدید نہیں فرمائی.

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی کہتے
ہیں:

کعب رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث اس
پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص اپنا سارا مال صدقہ کرنا چاہے وہ کچھ مال اپنے پاس رکھ
لے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اسے نافذ نہیں کیا جائے گا.

اور ایک قول یہ ہے کہ: سارے مال کا
صدقہ کرنا حالات مختلف ہونے کی بنا پر مختلف ہوگا، لہذا جو شخص اس کی قوت رکھتا
ہو، اوراسے علم ہو کہ وہ اس پر صبر کرسکتا ہے اسے منع نہیں کیا جائے گا، اسے چاہیے
کہ وہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اور انصار صحابہ کرام کے ایثار پر عمل کرے، کہ وہ
ضرورت ہونے کے باوجود دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے.

اور جو شخص ایسا نہ ہو تو اسے اس
حدیث پر عمل کرنا چاہیے:

"مالداری اور غنی کے وقت صدقہ ہوتا
ہے"

اور ایک حدیث کے لفظ ہیں:

"افضل صدقہ وہ ہے جو ضروریات کے بعد
ہو"

دیکھیں : نیل الاوطار (288/8).

3–انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ
بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ انصار میں کھجوروں کے
اعتبار سے سب سے زیادہ مالدار تھے، اور انہیں سب سے زیادہ مال بیرحاء کا مال تھا جو
کہ مسجد کی قبلہ والی جہت میں واقع تھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ
میں جا کر ٹھنڈا اور میٹھا پانی نوش فرمایا کرتے تھے.

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے
ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

**.{تم اس وقت تک ہرگز نیکی حاصل نہیں
کرسکتے جب تک کہ تم اپنی سب سے محبوب چیز اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے }.**

تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالی رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ تعالی نے فرمایا ہے :

**.{تم اس وقت تک ہرگز نیکی حاصل نہیں
کرسکتے جب تک اللہ تعالی کے راستے میں اپنی محبوب ترین چیز خرچ نہیں کرتے }.**

اور مجھے سب سے محبوب مال بیرحاء
ہے، یہ اللہ تعالی کے راستہ میں صدقہ ہے، میں اس کی نیکی اور زخیرہ اللہ تعالی کے پاس
چاہتا ہوں، لہذا اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے وہاں صرف کریں
جہاں آپ کو اللہ تعالی کہتا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ٹھرجاؤ، یہ مال بہت نفع مند ہے،
یہ مال بہت فائدہ مند ہے، جو کچھ تو نے کہا میں نے سن لیا ہے، میری رائے یہ ہے کہ
اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں صرف کردو، تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالی کہنے لگے : اے
اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ہی کرتا ہوں، تو ابو طلحہ رضی اللہ
تعالی نے اسے اپنے اقرباء اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1368) صحیح
مسلم حدیث نمبر (1664)

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی کہتے
ہیں :

"اس میں زندہ شخص کے لیے اپنی زندگی
اور صحت کی حالت میں ایک تہائی سے زیادہ مال صدقہ کرنے کا جواز پایا جاتا ہے، کیونکہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ سے تفصیل معلوم نہیں
فرمائی کہ کتنا صدقہ کر رہے ہو.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کی بیماری میں یہ فرمایا تھا :

"ایک تہائی بہت ہے"

واللہ اعلم.